سوال کا جواب

امریکہ بھر میں بڑے پیمانے پر ہونے والے احتجاج اور اس کے امریکی خارجہ پالیسی پر اثرات

سوال: تقریباً دو ہفتوں سے امریکہ بھر میں احتجاج جاری ہیں بعض علاقوں میں یہ کافی بڑے پیمانے پر ہیں، جن میں تشدد کا عنصر سرایت کر گیا ہے، دوکانوں کو لوٹ لیا گیا ہے، پولیس اسٹیشنوں کو آگ لگائی گئی، کیا امریکہ میں ایک سیاہ فام کے قتل سے اس قسم کے احتجاجات ہو سکتے ہیں؟ گزشتہ چند سالوں میں بھی ایسا بہت بار ہوا مگر اس قسم کے احتجاجات نہیں ہوئے! کیا امریکی خارجہ پالیسی پر ان احتجاجات کا کوئی اثر ہوگا؟

جواب: مندرجہ بالات سوالات کے جواب کو واضح کرنے کے لیے ہم یہ کہیں گے کہ:

1) امریکی پولیس نے 25/5/2020 کو امریکی ریاست مِنیسوٹا کے مینیاپولیس شہر میں افریقی نژاد شخص جورج فلائیڈ کو قتل کیا، یہ بہیمانہ جرم تھا، اس دوران پولیس والے نے پولیس اسٹیشن میں حاصل کی گئی تربیت کو عملی جامہ پہنایا، اس نے شہ رگ اور گلہ دبایا اور یہ جرم نو منٹ تک جاری رہا جس کے دوران جارج فلوئیڈ چلاتا رہا کہ "میں سانس نہیں لے سکتا" یہاں تک کہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا، اس بہیمانہ جرم کو تمام امریکیوں نے دیکھا، اپنی آنکھوں سے سیاہ فاموں کے خلاف امریکی پولیس کے وحشیانہ برتاو کا نظارہ کیا، انسانوں کے ساتھ اس بہیمانہ سلوک پر اگلے ہی دن اس شہر میں مظاہرے شروع ہو گئے، پھر گلہ گھونٹنے کی اس المناک ویڈیو کے سوشل میڈیا پر وائرل ہوتے ہی مظاہرے امریکہ میں پھیل گئے، یہاں تک کہ امریکہ کی مختلف ریاستوں کے 80 شہر اس کی لپیٹ میں آ گئے۔۔۔ پھر ان پر تشدد مظاہروں کو روکنے کے لیے حکومت نے گھومنے پھرنے پر پابندی لگا دی۔ جب قتل، لوٹ مار، پولیس اسٹیشنوں اور دوکانوں کو جلانے کے واقعات ہوئے، امریکی پولیس مظاہرین کے ساتھ سختی سے نمٹنے پر مجبور ہوئی جس کے دوران مختلف شہروں میں 4 ہزار افراد گرفتار کیے گئے، چند افراد کے قتل کا بھی اعلان کیا گیا، امن و امان کو بحال کرنے اور حالات کو قابو کرنے کے لیے نیشنل گارڈ طلب کیے گئے، بلکہ پہلی بار امریکہ میں دارالحکومت واشنگٹن میں امن قائم کرنے کے لیے فوج طلب کی گئی، مظاہرین کی جانب سے وائٹ ہاوس پر دھاوا بولنے کے خوف سے صدر ٹرمپ کو حفاظت کے لیے زیر زمین محفوظ پناہ گاہ منتقل کیا گیا۔

2) امریکی احتجاج نے اس داخلی استحکام کو تہ و بالا کر دیا جس پر امریکہ کی ایک کے بعد ایک حکومت فخر کرتی تھی، جلاؤ گھیراو، دوکانوں کو لوٹنا، بڑے پیمانے پر پولیس تھانوں کو تباہ کرنا، اس سب نے امریکیوں کو اس جہنم سے خوفزدہ کیا جو ان کی حکومتوں نے دوسرے ممالک میں بنایا، ان کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ امریکہ نے دنیا کے ساتھ جس ظلم اور بربریت کا رویہ اختیار کیے رکھا تھا وہی امریکی عوام کے ساتھ بھی ہو گا، یہی وجہ ہے کہ یہ ہر لحاظ سے ہولناک منظر تھا۔ صدر نے وائٹ ہاوس کے گرد جمع ہونے والے پر امن مظاہرین کو ڈرایا دھمکایا اور ان کو پاگل کتے قرار دیا۔ وائٹ ہاوس کے گرد نصب خاردار تاروں اور کنکریٹ کی رکاوٹوں کو عبور کرنے کی کوشش پر ان کے خلاف بھاری اسلحہ استعمال کرنے کی دھمکی دی۔ صدر نے اسٹیٹ گورنروں سے بھی مظاہرین سے سختی سے نمٹنے، زبردستی امن قائم کرنے کا مطالبہ کیا، ان کو نیشنل گارڈ سے مدد لینے کا حکم دیا، فوج کو ہائی الرٹ رہنے اور پولیس اور نیشنل گارڈ کی امن امان برقرار رکھنے میں ناکامی کی صورت میں 4 گھنٹے کے اندر فوج کو مداخلت کا حکم دیا، پھر فوج کو دارالحکومت واشنگٹن میں تعینات کیا گیا۔ پھر اس اقدام کو واپس لیا گیا کیونکہ فوج کو اپنی عوام کے سامنے لا کھڑا کرنے پر صدر پر سخت تنقید شروع ہو گئی۔ دوسری طرف بپھرے ہوئے مظاہرین کو نہ پولیس روک سکی نہ نیشنل گارڈ اور نہ ہی کرونا کا خوف۔ مظاہرین کا ایک حصہ پر امن تھا جو شہری حقوق، قاتلوں کے احتساب اور پولیس نظام میں اصلاحات کا مطالبہ کر رہے تھے، جبکہ دوسری قسم ان مظاہرین کی تھی جو جان بوجھ کر حکومتی مراکز خاص کر پولیس تھانوں پر حملے کر رہے تھے، انہیں جلا رہے تھے تباہ کر رہے تھے، اسی وجہ سے صدر ٹرمپ نے اعلان کیا کہ سرمایہ داریت کی سخت مخالف بائیں بازو کی تنظیم "انتیفا" Antifa یہ سب کر رہی ہے! جب کہ مظاہرین کی تیسری قسم لوٹ مار، چوری اور تخریبی کاروائیاں کر رہے تھے۔۔۔

-3 امریکی پولیس کی حقیقت جس کا ستون سفید فام ہیں, سیاہ فام شہریوں کی تذلیل کے عادی ہیں، سیاہ فاموں کی بڑی تعداد پولیس کے ہاتھوں قتل ہو چکی ہے جن میں سے بعض کی تصاویر اور ویڈیو سامنے آئی جیسا کہ فلائیڈ کے معاملے میں ہوا، یہ واقعات شاذ و نادر نہیں بلکہ مسلسل ہو رہے ہیں، امریکہ میں نسل پرستی واضح اور محسوس اور ان کے معاشرے میں قابل توجہ ہے۔۔۔ مگر 25/5/2020 کو مینیاپولیس شہر میں فلائیڈ کے قتل نے نسل پرستی کی پالیسی کے خلاف عوامی غیظ و غضب کو بڑھا دیا، وہ نسل پرستی جسے ریاستی ادارے امریکہ میں خاص طور پر سیاہ فاموں کے خلاف پیدا کرتے ہیں، اس کے بعض اسباب پرانے اور بعض نئے ہیں، ان اسباب میں سے کچھ یہ ہیں:

ا- امریکی معاشرے کے شِیر و شکر ہونے میں ناکامی: موجودہ امریکی معاشرے کی نشو نما ہی خاص طور پر نسل پرستی میں ہوئی ہے، یورپ سے آنے والے تارکین وطن جو زیادہ تر انگریز تھے، نے کئی ملین امریکہ کے اصل باشندے ریڈ انڈینز کی لاشوں پر امریکہ کو کالونی بنایا۔ نئی کالونیوں میں کام کاج کے لیے افریقہ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو غلام بنا کر لایا گیا، اسی لیے امریکی افریقی نژاد لوگوں کو غلاموں کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں، صدیوں تک تو یہ باقاعدہ رسمی طور پر تھا۔ جس دوران یہ افریقی نسل پرستانہ تنہائی کا شکار تھے، یہ سفید فاموں کے کھیتوں اور فیکٹریوں میں کام کرتے تھے۔ 1790 کا شہریت کا قانون صرف سفید فاموں کو شہریت دیتا تھا، جبکہ سیاہ فاموں کو شہری ہی تسلیم نہیں کرتا تھا، انیسویں صدی کی ساٹھ کی دہائی میں سیاہ فاموں کو کچھ حقوق جیسے ووٹ ڈالنے کا حق ملنے کے باوجود نسلی امتیاز، خانہ جنگی کے بعد بھی حکومتی پالیسی رہا۔ بیسویں صدی کے وسط کے بعد "شہری حقوق" کے نام سے ایک بڑی تحریک شروع ہوئی جس میں مارٹن لوتھر کنگ جونیئر امریکی سیاہ فاموں کے قائد کے طور پر سامنے آیا، جس کے بعد سیاہ فاموں کو رسمی طور پر امریکہ کے شہری تسلیم کر کے ان کے حقوق کا اعتراف کیا گیا۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ان افریقیوں نے یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے وہ شہری حقوق حاصل کر لیے جو ان کے آباؤ اجداد حاصل نہیں کر سکے تھے، مگر اس سے امریکی گوروں کی ذہنیت میں کوئی

تبدیلی نہیں ہوئی، وہ ان افریقیوں کو اب بھی کمتر سمجھتے ہیں، اسی لیے ان کے خلاف نسل پرستانہ کاروائیاں جاری رہیں۔ امریکی زعماء کی جانب سے نسلی امتیاز کے خاتمے کے دعوؤں کے باوجود مختلف رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ میں افریقی نسل کے خلاف نسلی امتیاز کی جڑیں بہت گہری ہیں۔۔۔ سیاہ فاموں کے خلاف نسلی امتیاز کے مظاہر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سفید فاموں کی نسبت سیاہ فام بہت بڑی تعداد میں جیلوں میں ہیں، اسی طرح ان کی بہت بڑی تعداد بے روزگار ہے، سفید فام امریکی کے مقابلے میں سیاہ فام امریکی کی اوسط آمدن بہت کم ہے، اسی طرح ان کو حاصل طبی سہولیات بہت کم ہیں، یہی حالت تمام تر خدمات اور سہولیات کی ہے۔ سیاہ فاموں کے رہائشی علاقوں جن کو کالوں کے علاقے کہا جاتا ہے اور گوروں کے رہائشی علاقوں میں واضح امتیاز ہے، گوروں کے علاقے ترقی یافتہ ہیں۔ وہاں سہولیات میسر ہیں حتی کہ وہاں مکانات کے کرایے زیادہ ہیں اور گورے انہی علاقوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

ب-نسل پرست ٹرمپ انتظامیہ کی آمد اور وائٹ سپر میسی کا نعرہ لگانے والوں کو گود لینا: صدر ٹرمپ کے حمایتی گروپس گوروں کی دوسروں پر بالادستی پر یقین رکھتے ہیں، ٹرمپ کے وائٹ ہاؤس میں آنے کے بعد ان گروپوں کی قدروقیمت میں اضافہ ہوا انہوں نے بھی ٹرمپ کی شخصیت میں اپنا قومی لیڈر پالیا۔ ان میں انجیل کو ماننے والی عیسائیوں کا امتزاج بھی ہے جو اس برتری میں مذہبی رنگ کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف کھل کر بات کرنا، بعض مسلمانوں کو امریکی ویزے کے حصول سے روکنا، میکسیکو کے باشندوں کے خلاف ٹرمپ کے بیانات، میکسیکو کے باڈر کے ساتھ دیوار کی تعمیر کا منصوبہ جس کے کچھ حصے پر عمل بھی ہوچکا ہے، چین کے ساتھ تجارتی جنگ، کروناوائرس کو چینی وائرس کا نام دینا، امریکہ میں چینیوں سے عداوت کی لہر کا پیدا ہونا، 2017 میں ورجینیا اسٹیٹ میں نئے نازیوں کے مظاہروں سے درگزر، اقلیتوں کے حوالے سے مسلسل توہین آمیز لب ولہجہ، "سیاہ فام "فلوائیڈ کے قتل پر تبصرے، سیاہ فاموں کی حمایت میں چلنے والی تحریک کو کچلنے کی دھمکیاں۔۔۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر ٹرمپ ہی امریکہ میں نسلی امتیاز کو پروان چڑھانے کا سب سے اہم عامل بن چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے دور حکومت میں امریکہ میں سیاہ فاموں، مسلمانوں، میکسیکنز اور چینیوں کے خلاف پر تشدد واقعات میں اضافہ ہوا، اب ان کو پہلے سے زیادہ اس نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ یہ سب طفیلی ہیں جو امریکیوں سے ان کے نوکریوں کے مواقع چھیننے اور امریکہ کے وسائل لوٹنے آئے ہیں، اسی لیے امریکی معاشرے کے بہت سے شعبوں میں نسلی امتیاز نمایاں ہوگیا ہے۔

ج-امریکی معاشرے میں کروناوائرس کے اثرات: فلوئیڈ کے قتل کے بعد امریکہ میں احتجاجات کے شعلوں کو بڑھانے کے اسباب میں ایک یہ بھی ہے کہ یہ کرونا کے پھیلاؤ کے وقت شروع ہوئے جب لوگ لاک ڈاون سے تنگ آرہے تھے، یہ تو ایک پہلو سے جبکہ دوسرے پہلو سے امریکیوں کی بڑی تعداد بے روزگاری کی وجہ سے اپنے مستقبل کے حوالے سے تشویش میں مبتلا تھے۔ تیسرا پہلو یہ کہ امریکیوں نے دیکھا کہ ان کی حکومت امریکہ میں کروناوائرس کے پھیلاؤ کو روکنے میں مکمل ناکام ہوگئی ہے، جہاں بنیادی طبی لوازمات اور آلات کی بھی قلت کا سامنا ہوا، وائرس سے نمٹنے میں ناکامی کا سامنا تھا حالانکہ وائرس کی لہر نے چین اور یورپ کے بعد جاکر امریکہ پر ضرب لگائی تھی جس سے اسے تیاری کا بہترین موقع ملا تھا، جس سے وہ فائدہ اٹھانے میں ناکام ہوا، اسی طرح وبا سے نمٹنے میں امریکی انتظامیہ کی ناکامی کے نتیجے میں امریکی سیاسی میڈیم ٹرمپ انتظامیہ کے وبا سے نمٹنے کے طرز عمل کے حوالے سے تقسیم ہوگیا۔۔۔ گہرے اور اہم داخلی مسائل میں سے ایک امریکی معاشرے کا سرمایہ دارانہ نظام کی خرابی کا بڑھتا ہوا احساس ہے۔ امریکہ میں دولت کی تقسیم کا عمل خوفناک تیزی سے سرمایہ داروں کے ایک چھوٹے سے ٹولے کے حق میں جارہا ہے جو کہ پالیسیوں پر اثرانداز ہونے والی لابیاں ہیں، وہ پالیسی جس سے وہ ٹیکسوں سے مزید چھوٹ حاصل کرلیتے ہیں جبکہ متوسط اور محدود آمدنی والے اپنے آمدن کا بڑا حصہ تباہ کن ٹیکس کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ امریکہ کے حالیہ احتجاجات نے سرمایہ داریت کی سب سے بڑی مخالف تحریک "انتیفا" کو نمایاں کردیا اور امریکی صدر ٹرمپ نے اسے دہشت گرد قرار دینے کا مطالبہ کیا، یہ وہی تحریک ہے جس نے 2008 میں سرمایہ داریت کے بڑے مرکز "وال اسٹریٹ" "اسٹاک ایکسچینج پر قبضے کا نعرہ لگایا تھا، اس تحریک نے اپنے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ کیا ہے اور امریکی معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کیں ہیں، یہ تحریک سرمایہ داریت کے خلاف تشدد کا نعرہ لگاتی ہے، آج اسی تحریک پر مظاہرین کو حکومتی مراکز مثلاً پولیس اسٹیشن کو جلانے کی ترغیب دینے کا الزام ہے۔۔۔

4-اس سب کا امریکی خارجہ پالیسی پر اثر ہوا، مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر یہ موثر عوامل ہیں:

ا-امریکہ میں تقسیم کی حالت: 2017 میں ٹرمپ انتظامیہ نے یہ ظاہر کیا کہ امریکہ ایک شخص کی قیادت میں ایک نہیں ہے۔ دنیا میں جنگوں، امریکہ کی دنیا بھر میں اپنے ایجنٹوں کو دی جانے والی امداد، ٹیکس پالیسی، اقلیتوں کے ساتھ سلوک، پناہ گزینوں کا معاملہ وغیرہ جیسے مسائل کے حوالے سے پالیسی کے حوالے سے امریکی منقسم ہیں، مگر ٹرمپ آکر خود امریکہ کی اس تقسیم کا سب سے بڑا سبب بن گیا۔ اس کی شخصیت میں موجود خودسری، اقتدار سے چمٹنے کے شوق، حد سے زیادہ نمایاں ہونے کی کوشش، حکمت کی قلت، اندرونی چپقلش میں ملوث ہونے کی طرف میلان، مدمقابل کو گراکر آگے بڑھنے کی جستجو نے اس چیز کو بڑھایا، اس چیز نے عملاً امریکہ کو ٹرمپ کے ساتھ یا ٹرمپ کے مخالف میں تقسیم کرکے رکھ دیا۔ اس کی انتظامیہ میں برطرفیاں اور استعفے اس قدر بڑھ گئے کہ ایسا امریکہ کے کسی بھی صدر کے دور میں کبھی نہیں ہوا۔ کروناوائرس بحران کی وجہ سے صدر اور گورنروں کے درمیان تلخ کلامیوں نے امریکہ میں تقسیم کو تیز تر کردیا، اس تقسیم نے امریکی سیاسی اور مالی میڈیم پر ضرب لگائی جس کا اثر پورے معاشرے پر ہوا۔ صدر اور اس کی انتظامیہ کا عوامی احتجاج کے بحران سے نمٹنے کا طریقہ کار اس تقسیم کا ایک اور سلگتا ہوا سبب ہے۔ ٹرمپ فلوئیڈ کے قتل کے بعد ہونے والے مظاہروں کا مخالف ہے اور طاقت کے زور پر امن وامان قائم کرنا چاہتا ہے جبکہ ڈیموکریٹ اور اسٹیٹس کے گورنر بلکہ وزیر دفاع، جس نے صدر کے ساتھ وائٹ ہاؤس کے پڑوس میں موجود چرچ میں جانے سے انکار کیا تھا، جہاں سے سیکورٹی اداروں نے مظاہرین کو دور کردیا تھا، اس کے خلاف ہیں بلکہ اس نے اس عمل کو ٹرمپ کے لیے سیاسی پروپیگنڈا قرار دیا۔۔۔ اس رسہ کشی میں تیزی کی تازہ ترین مثال امریکی سابق وزرائے دفاع اور درجنوں عسکری عہدہ داروں کا ایک مشترکہ خط میں یہ کہنا ہے کہ "مظاہروں کو کچلنے کے لیے فوج بلانے کی بات کرکے صدر نے اپنے حلف اور دستور سے خیانت کی ہے"۔ اس خط پر دستخط کرنے والوں میں سابق وزیر دفاع جیمس میٹس بھی تھے (الجزیرہ 7/6/2020)۔۔۔ بات سابق وزرائے دفاع تک محدود نہیں رہی بلکہ موجودہ وزیر دفاع کی ٹرمپ سے مخالفت کی مذکورہ ذرائع نے ہی خبر دی کہ "سی این این نے وزارت دفاع "پینٹاگون" کے عہدہ دار کے حوالے سے خبر دی ہے کہ صدر ٹرمپ نے گزشتہ ہفتے شروع ہونے والے احتجاج کو روکنے کے لیے دارالحکومت واشنگٹن اور دوسرے شہروں

میں ہزاروں کی تعداد میں فوج تعینات کرنے کا حکم دیا مگر وزیر دفاع مارک اسپر اور جائنٹ چیف آف اسٹاف مارک میلی نے اسے مسترد کر دیا۔ یہ مظاہرے پولیس کی جانب سے نسل پرستانہ تشدد کے ردعمل میں واشنگٹن اور دوسرے امریکی اور یورپی شہروں میں ہو رہے ہیں۔ نیو یارکر میگزین نے یہ خبر دی کہ وائٹ ہاؤس کے ذرائع کے مطابق اس معاملے میں امریکی صدر اور جنرل مارک میلی کے درمیان تلخ کلامی ہوئی۔ میگزین نے یہ خبر بھی دی کہ جنرل میلی نے صدر کی جانب سے امریکی شہروں میں فوج تعینات کرنے کے مطالبے کو مسترد کرتے ہوئے صدر سے سخت انداز میں بلند آواز سے بات کی اور کہا کہ مظاہروں کو روکنے کے لیے شہروں میں فوج تعینات کرنا قانون کے خلاف ہے۔

ب-صدارتی انتخابات کا موسم: اس مسئلے کو جس چیز نے زیادہ گرمایا وہ یہ ہے کہ یہ احتجاج ڈیموکریٹک امیدوار جو بائیڈن اور ریپبلکن امیدوار ٹرمپ کی انتخابی مہم کے دوران شروع ہوئے جس سے صدر ٹرمپ بطور صدر کے، اپنے مستقبل کے حوالے سے سخت تشویش میں مبتلا ہو گیا۔ وہ اس سال نومبر میں ہونے والے انتخابات میں دوبارہ منتخب ہونا چاہتا ہے، یہی مسئلہ اس کی پہلی ترجیح ہے، مگر اس کی تشویش کی بنیادی وجہ کرونا وائرس اور امریکی معیشت پر اس کے اثرات ہیں۔ لاکھوں امریکیوں کا نوکریوں سے ہاتھ دھونا اور وائرس سے نمٹنے میں ناکامی سے وہ خوفزدہ ہے کہ اس کا مدمقابل ڈیموکریٹک امیدوار انتخابی مہم میں فائدہ اٹھائے گا۔ پھر احتجاج کی لہر آ گئی۔ صدر ٹرمپ اس دوران اپنے آپ کو طاقتور اور حالات کو قابو کرنے اور املاک کی حفاظت کرنے والے باصلاحیت شخص کے طور پر نمایاں کرنا چاہتا ہے جس سے اس کی انتخابی مہم کو فائدہ ہو۔۔۔ جبکہ اس کا مدمقابل جو بائیڈن، ڈیموکریٹک پارٹی اور دوسری قوتیں اس کے برخلاف کام کر رہے ہیں۔ وہ یہ دکھا رہے ہیں کہ یہ شخص امریکہ میں تقسیم کی خلیج کو وسیع کر رہا ہے اور فلوائیڈ کے قتل اور اس کے خلاف ہونے والے مظاہروں کے بعد امریکی معاشرے کو لگنے والے زخموں پر مرہم رکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، وہ ٹرمپ کو ہی مظاہرین کے خلاف تند و تیز بیانات کی وجہ سے مظاہروں میں ہونے والے تشدد اور لوٹ مار کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔۔۔

ج-ریاست کا احتجاج کو کچلنا: دنیا نے امریکی حکومت کی جانب سے عوامی مظاہروں کو ہولناک اور وحشیانہ طریقے سے کچلنے کا مشاہدہ کیا۔ صدر کی جانب سے طاقت کے زور پر امن قائم کرنے، مظاہرین کو پاگل کتے کہنے، بھاری اسلحہ استعمال کرنے کی دھمکی، ہزاروں کی گرفتاری، تشدد اور امریکہ میں آنسو گیس کے استعمال کا مشاہدہ کیا، حالانکہ کئی دہائیوں سے ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد امریکہ کے پاس دنیا میں انسانی حقوق، رائے کی آزادی اور اپوزیشن کی حمایت وغیرہ کا واویلا کرنے کی حجت مفقود ہو گئی ہے اور امریکہ اسی کو اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرتا تھا۔ اس کا براہِ راست اثر ہے کہ امریکی خارجہ پالیسی نے اپنا مشہور ترین عالمی بہانہ کھو دیا۔۔۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ روسی وزارت خارجہ کے ترجمان ماریا زاخاروفا نے کہا: "مئی 2020 کے اواخر اور جون کے اوائل میں امریکہ نے جو کچھ کیا اس کے بعد اسے کرہ ارض میں انسانی حقوق کے حوالے سے بات کرنے کا کوئی حق نہیں"۔ زاخاروفا نے مزید کہا کہ "امریکی سیکورٹی اداروں کے نسلی امتیاز کے خلاف احتجاج میں شریک مظاہرین پر تشدد کے بعد امریکہ کے پاس انسانی حقوق کا واویلا کرنے کا حق ختم ہو گیا" الیوم السابع 2/6/2020۔

-5یوں نسلی امتیاز کی جڑ امریکہ میں مضبوط ہے، یہ کچھ دیر خاموش ہوتی ہے مگر پھر زیادہ تیزی سے متحرک ہوتی ہے۔ یہ امریکی سرمایہ دارانہ نظام کی نشو نما کی فکری بیماری ہے، بلکہ کوئی بھی من گھڑت نظام اس سے خالی نہیں ہوتا، کیونکہ وہ انسان کی اس خواہش اور رغبت کے تابع ہوتا ہے جو کالے گورے سرخ اور پیلے میں تمیز کرتی ہے۔۔۔ چاہے یہ تمیز دوسروں کے لئے ضرر کا باعث بن جائے بلکہ آگے جا کر خود اپنے لئے بھی!

یقیناً صرف اسلام نے اس نسلی امتیاز کا خاتمہ کیا ہے اور کر رہا ہے، جس میں رنگ کی بنیاد پر انسانوں کو ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں، بلکہ سب برابر ہیں اور ایک دوسرے سے افضل صرف تقوی کی بنیاد پر ہو سکتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالی کا ارشاد پاک ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ "اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مذکر اور مونث سے پیدا کیا اور تمہیں اقوام اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے بے شک اللہ علیم اور خبیر ہے"، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو البیہقی (م ۴۵۸ھ) نے ابو نضرہ سے اور انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایامِ تشریق کے وسط میں خطبۃ الوداع دیتے ہوئے فرمایا:

« يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلا لا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلا لأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلا بِالتَّقْوَى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ، أَلا هَلْ بَلَّغْتُ؟»، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ» «اے لوگو تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ (آدم علیہ سلام) ایک ہے سنو کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر، نہ کسی سرخ کو کالے پر نہ کسی کالے کو سرخ پر، مگر صرف تقوی کی وجہ سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہو، سنو کیا میں نے پہنچا دیا؟" کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول، فرمایا: "پھر جو حاضر ہیں وہ غائب تک پہنچائیں"۔ اسی طرح روایت البوصری (م ۸۴۰ھ) نے کی ہے، الطبرانی (م ۳۶۰ھ) نے بھی ایسی روایت کی ہے، اپنی روایت میں کہا ہے کہ "کالے کو گورے پر گورے کو کالے پر"۔

یوں صرف اسلام نسلی امتیاز کو ختم کرتا ہے کیونکہ یہی اللہ رب اللعالمین کا نازل کیا ہوا ہے، یہی حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے، چار جانب عالم میں خیر کو عام کرتا ہے۔

﴿أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لا يَهِدِّي إِلا أَنْ يُهْدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾

"کیا جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اس بات کا زیادہ حقدار نہیں کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو اس وقت تک راہ راست پر نہیں چلتا جب تک اس کو راہ راست پر نہ لایا جائے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے فیصلے کرتے ہو"۔

20شوال1441
11/6/2020
امیرحزب التحریر